سوال

(511) کیاایک سفر میں زیادہ عمرے کر سکتے ہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیاایک سفر میں زیادہ عمرے کر سکتے ہیں؟ (محمد بشیر الطیب، کویت)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عمرہ میں بھی اور ایک سفر میں بھی متعدد عمرے کرنا درست ہے، اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَائٌ إِلاَّ الْجَنَّةَ۔))(متفق علیہ)2

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے، جو موجودہ اور گزشتہ عمرہ کے درمیان سرزد ہوئے ہوں اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔'']

یہ حدیث عام ہے مکہ مکرمہ میں مقیموں اور مسافروں دونوں کو شامل ہے ایک مقیم یا مسافر نے عمرہ کیا آٹھ دن یا کم وبیش دن ٹھہر کر اس نے دوسرا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کے دونوں عمروں کے درمیانہ وقفہ کا کفارہ ہوجائے گا، اس حدیث کو دو سفروں میں دو عمروں کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں نہ قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث میں۔ باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ''ایک سفر میں ایک عمرہ کرنا'' اس حدیث کا مخصص نہیں بن سکتا ورنہ لازم آئے گا، عمر بھر میں چار عمروں سے زیادہ عمرے کرنا درست نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل عمر بھر میں بعد از ہجرت چار عمرے کرنا ہی ہے۔ نیز لازم آئے گا حج کے سفر میں طواف وداع کے علاوہ چھ طواف سے زیادہ اور عمرے کے سفر میں ایک طواف سے زیادہ طواف کرنا درست نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے سفروں میں اتنے ہی طواف کیے ہیں اور معلوم ہے کہ دونوں لازم صحیح نہیں۔ لہٰذا ملزوم بھی صحیح نہیں تو عمر بھر میں چار عمروں سے زیادہ عمرے کرنا درست ہے اور ایک سفر میں ایک سے زیادہ عمرے کرنا بھی درست ہے اور گناہوں کا کفارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا))

۲۔ ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ

1 صحیح بخاری کتاب النکاح باب لایخلون رجل بامرأة الاذو محرم۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیرہ

2بخاری کتاب العمرۃ باب وجوب العمرۃ وفضلها

حَجَّۃً))(متفق علیہ)1

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک رمضان میں عمرہ کرناحج کے برابر ہے۔'']

یہ حدیث بھی عام ہے مکہ مکرمہ میں مقیموں اور مسافروں دونوں کو شامل ہے۔ پھر متعدد رمضانوں میں متعدد عمروں اور ایک رمضان میں متعدد عمروں کو بھی متناول ہے۔ ان صور متعددہ سے کسی ایک صورت کے ساتھ اس حدیث کو بھی خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیںنہ قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث میں۔

۳۔ ((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم :تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ ، وَالذَّھَبِ ، وَالْفِضَّةِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابُ اِلاَّ الْجَنَّةَ))2

[''آپؐ نے فرمایا: ''پے درپے حج اور عمرہ کرو۔ بے شک یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں، جس طرح (آگ کی) بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔حج مقبول کا ثواب صرف جنت ہے۔'']

یہ حدیث بھی عام ہے مسافروں کو بھی شامل ہے ایک سفر میں متعدد عمروں کو بھی متناول ہے ، اس حدیث کو بھی کسی ایک صورت کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں نہ قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث میں۔

۴۔ ((وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قُلْتُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ 1 عَلَی النِّسَآئِ جِھَادٌ؟ قَالَ : نَعَمْ عَلَیْھِنَّ جِھَادٌ لاَقِتَالَ فِیْہِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ))(رواہ ابن ماجہ واحمد)

[عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم 1 کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں 1 ان پر وہ جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں۔حج اور عمرہ۔'']

یہ حدیث بھی عام ہے، پھر اس میں عمرہ کو جہاد کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور معلوم ہے کہ ایک سفر میں متعدد غزوات درست ہیں، جیسے حضر میں...وقفہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

1بخاری کتاب العمرۃ باب عمرۃ فی رمضان، مسلم کتاب الحج باب فضل العمرۃ فی رمضان

2رواہ الترمذی کتاب الحج باب ثواب الحج والعمرۃ، والنسائی کتاب الحج باب فضل المتابعۃ بین الحج والعمرۃ۔ ابن ماجہ کتاب المناسک باب فضل الحج والعمرۃ

۵۔ ((وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ : وَفْدُ اللّٰہِ ثَلاَثَةٌ اَلْغَازِی وَالْحَاجُّ ، وَالْمُعْتَمِرُ))(رواہ النسائی)

[''اللہ کے مہمان تین ہیں۔ مجاہد...حج کرنے والا...اور عمرہ کرنے والا۔'']

یہ حدیث بھی عام ہے مقیم اور مسافر دونوں کو شامل ہے، پھر ایک سفر میں ایک عمرہ کرنے والے اور ایک سفر میں زیادہ عمرے کرنے والے دونوں کو متناول ہے، تخصیص کی کوئی دلیل نہیں نہ تو قرآنِ مجید میں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث میں۔

امام شوکانی...رحمہ اللہ تعالیٰ...حدیث : ((العمرۃ اِلی العمرۃ کفارۃ لما بینھما)) کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں : ((وفی الحدیث دلالۃ علی استحباب الاستکثار من الاعتمار خلافا لقول من

قال : یکرہ أن یعتمر فی السنة أکثر من مرة کالمالکیة۔ ولمن قال : یکرہ أکثر من مرة فی الشھر من غیر ھم۔ واستدل للمالکیة بأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یفعلھا اِلا من سنة اِلی سنة ، وأفعالہ علی الوجوب ، أو الندب۔ وتعقب بأن المندوب لاینحصر فی أفعالہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فقد کان یترک الشیء ، وھو یستحب فعلہ لدفع المشقة عن أمتہ ، وقد ندب اِلی العمرة بلفظہ ، فثبت الاستحباب من غیر تقیید ، واتفقوا علی جوازھا فی جمیع الأیام لمن لم یکن متلبسا بالحج اِلا مانقل عن الحنفیة أنھا تکرہ فی یوم عرفة ویوم النحر ، وأیام التشریق۔ وعن الھادی أنھا تکرہ فی أیام التشریق فقط ، وعن الھادویة أنھا تکرہ فی أشھر الحج لغیر المتمتع والقارن اِذ یشتغل بھا عن الحج۔ ویجاب بأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتمر فی عمرہ ثلاث عمر مفردة کلھا فی أشھر الحج۔ وسیاتی لھذا مزید بیان فی جواز العمرة فی جمیع السنة))[نیل الاوطار : ۴ ۲۸۳ ۲۸۴]

امام شوکانی ... رحمہ اللہ تعالیٰ ... کی یہ تشریح جس طرح پہلی حدیث کی تشریح ہے ، اسی طرح مندرجہ بالا باقی چار حدیثوں کی بھی تشریح ہے ۔

منتقی الاخبار میں ہے : ((وعن علی رضی اللہ عنہ قال : فی کل شھر عمرة۔ (رواہ الشافعی) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی عام ہے ، مقیم و مسافر دونوں کو شامل ہے ، آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ، ایک ماہ میں ایک عمرہ والی تقیید بھی درست نہیں ۔

رہا یہ مسئلہ کہ آفاقی مکہ معظمہ میں رہ رہا ہے ، عمرہ کرنا چاہتا ہے تو احرام کہاں سے باندھے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تنعیم مسجد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے بھی احرام باندھ سکتا ہے ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی ہمشیرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کو تنعیم سے عمرہ کروائے ۔ چنانچہ انہوں نے ان کو تنعیم سے عمرہ کروایا ۔ 1 اور وہ جہاں ٹھہرا ہوا ہے وہاں سے بھی احرام باندھ سکتا ہے ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : ((ھُنَّ لَھُنَّ وَلِمَنْ أَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِھِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ، وَمَنْ کَانَ دُوْنَ ذٰلِکَ فَمِنْ حَیْثُ أَنْشَأَ حَتّٰی أَھْلُ مَکَّةَ مِنْ مَکَّةَ)) اور ایک روایت میں لفظ اس طرح ہیں : ((فَھُنَّ لَھُنَّ ، وَلِمَنْ أَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِ أَھْلِھِنَّ مِمَّنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ، فَمَنْ کَانَ دُوْنَھُنَّ فَمِنْ أَھْلِہٖ حَتّٰی أَنَّ أَھْلَ مَکَّةَ یُھِلُّوْنَ مِنْھَا ۔)) (صحیح بخاری) تو مکہ مکرمہ میں ٹھہرے ہوئے آفاقی کے لیے اپنی رہائش گاہ اور تنعیم دونوں مقاموں سے عمرہ کا احرام باندھنا درست ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث سے ثابت ہے ۔

باقی ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک وقفہ کی تعیین و تحدید کتاب و سنت میں کہیں وارد نہیں ہوئی ۔ عمرہ کرنے والا جتنا وقفہ مناسب سمجھے اتنا وقفہ کرلے یہ چیز عمرہ کرنے والے کی صواب دید کے سپرد ہے ۔

یہ میقاتیں ان کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی جو دوسرے شہروں سے ان کے پاس سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے گزریں اور جو لوگ ان میقاتوں کے اندر ہوں وہ اپنی رہائش گاہ سے جہاں سے چلیں وہیں سے احرام باندھیں حتی کہ اہل مکہ ، مکہ مکرمہ سے ہی احرام باندھیں ۔ ۱ ۸ ۱۴۲۳ ھ

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد 02 ص 444

محدث فتویٰ